ملازمت کے شرعی احکام(ایک تحقیقی جائزہ)

Employment orders under sharia (a Research review)

محمد علی درانی*

پرفیسر رحمت اللہ اچکزئی**

ABSTRACT:
In our society a large number of people are associated with employment ranging from a gatekeeper, soldier, peon, clerk to prime minister, chief of army staff (COAS) Journals, chief justice, secretary, chief minister, doctors and professors all are employees infect. Most of social problems are linked to them, if all of them do their work correctly and honestly then most of our issues can be solved easily. Furthermore growth and prosperity of our economic system is dependent on the betterment of employment. Nations who ever works and shows interest in improving the employment system are the one who pave road for their economic prosperity. As an ordinary person himself needs a worker, therefore if Islamic practices are promoted in different disciplines of employment in human life then Islamic orders will revive and its effect will be seen in other departments as well. Therefore this study focuses and tends to guide Muslims working in employment sector in our society. This will help employed persons not only to up bring the Islamic teachings as well as can be helpful for human beings to guide them about Islam. It will act as a set of guidance for people working in government and non-government organizations, so that an employee could earn a true living under sharia orders and be helpful in promoting and development of a better society.

Key words: employment, employee, Sharia Orders, society.

اپنے ہاتھ کی کمائی کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا والے کام ہمارے لئے عبادت ہے۔اگر کوئی اپنے اور اپنے بچوں کے لئے حلال کمائے تو یہ کمانا بھی ہمارے لئے عبادت ہی ہے۔اس کے متعلق حدیث میں ذکر موجود ہے کہ :

’’قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلّى الله عليه وسلّم طلَبُ كسْبِ الحَلالِ فَريضةٌ بعدَ الفريضةِ‘‘۔[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔

کسب بمعنی مکتسب ہے یعنی پیشہ اور حلال حرام کا مقابل بھی ہے اور مشتبہات کا بھی کیونکہ حرام کمائی کی تلاش حرام ہے اور مشتبہ

*M.Phil Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta. Email: alidurrani84@gmail.com

**Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University Of Balochistan, Quetta.

کی مکروہ(مرقاۃ) تلاش سے مراد جستجو کرنااور حاصل کرنا ہے۔عبادات فرضیہ کے بعد یہ فرض ہے کہ اس پر بہت سے فرائض موقوف ہیں خیال رہے کہ یہ حکم سب کیلئے نہیں، صرف ان کیلئے ہے جن کا خرچ دوسروں کے ذمہ نہ ہو بلکہ اپنے ذمہ ہو،اوراس کے پاس مال بھی نہ ہو،ورنہ خود مالدار پراور چھوٹے بچوں پر فرض نہیں،یہ خیال رہے کہ بقدر ضرورت معاش کی طلب ضروری ہے،صرف اکیلے کو اپنے لائق بال بچوں والے کو ان کے لائق کمانا ضروری ہے بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ فرمانے سے معلوم ہوا کہ کمائی کی فرضیّت نماز روزہ کی فرضیّت کی مثل نہیں کہ اس کا منکر کافر ہو اور تارک فاسق۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے بنیادی وسائل معاش چار رکھے ہیں۔ملازمت،تجارت،زراعت اور صناعت،لیکن ان چار میں سے ملازمت سے لوگوں کو زیادہ واسطہ پڑتا ہے اور لوگوں کی معتد بہ تعداد ملازمت سے وابستہ ہے بلکہ اقتصادی نظام کی ترقی،برتری کا راز سب سے زیادہ ملازمت کی بہتری وترقی میں منحصر ہے جو قوم یا ملت جس قدر اس کو بہتر کرنے میں دلچسپی لیتی ہے وہ اسی قدر اپنی اقتصادی بہبود کی کفیل بنتی ہے۔معاش کے دیگر تین ذرائع بھی کسی نہ کسی شکل میں ملازمت سے منسلک ہوتے ہیں.ایک عام سے عام آدمی کو بھی نوکر ومزدور کی ضرورت پڑتی ہے۔لہٰذاانسانی زندگی کے شعبوں میں سے اگر ملازمت میں اسلامی اقدار کا فروغ اور دینی احکام زندہ ہو جائیں تو دیگر شعبوں پر بھی اسکے اثرات ضرور پڑیں گے۔اسلئے ملازمت کے شعبے میں دین کے احیاء کو بھی باقی شعبوں کی طرح سے مقدم رکھا گیا ہے۔یہاں ایک ملازم پیشہ مسلمان کے لئے مکمل رہنمائی فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے،جس کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ ملازم حضرات اپنی ملازمت میں دین کو زندہ کر سکیں گے،بلکہ انسانیت کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا ذریعہ بھی بن سکیں گے۔

ملازمت کا ثبوت ہمیں قرآن سے بھی ملتا ہے جس میں حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آٹھ سال کی ملازمت پر رکھا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ“۔[2]

ترجمہ: اُنہوں نے(موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دوں اس عہد پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری طرف سے(احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنا نہیں چاہتا۔مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے۔

ہمارے معاشرے میں ایک بڑی تعداد میں افراد کا تعلق ملازمت سے ہے،وزیر اعظم،صدر مملکت،چیف آف آرمی سٹاف،جرنیل،چیف جسٹس،وزیر اعلی،گورنر،وزرا،سیکرٹری،ڈاکٹر اور پروفیسر وغیرہ سے لیے کر ایک کلرک،سپاہی،چوکیدار اور چپڑاسی تک سب کے سب ملازم ہی ہے اور ہمارے اکثر معاشرتی مسائل کا تعلق ان ہی کے ساتھ ہے اگر سب کے سب اپنی ڈیوٹی صحیح

طریقے سے کریں تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

ذیل میں ملازم پیشہ شخص کے لئے ملازمت کے متعلق درپیش مسائل کا اسلام کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔اور بطور رہنمائی کے ایک سرکاری اور نجی ملازم کے لئے ایک لائحہ عمل بنایا تاکہ ایک ملازم پیشہ شخص حلال روزی کما سکے اور اور ایک اچھا معاشرہ تشکیل دینے میں معین اور مددگار ثابت ہو سکے۔

ملازمت کی لغوی تعریف:

ملازمت باب (لاَزَمَ۔یُلَازِمُ۔ملازمۃً) کا مصدر ہے، جس کے معنی ہیں چمٹے رہنا اور جدا نہ ہونا، لازم رہنا، لہذا ملازمت کے معنی ہو گئے منافع کے حصول کی غرض سے کسی کے ساتھ لازم رہنا۔

ملازمت کی اصطلاحی تعریف:

"والثانی وھو الاجیر الخاص و یسمی اجیر واحد و ھو من یعمل لواحد عملا مؤقتا بالتخصیص و یستحق الاجیر بتسلیم نفسه فی المدة و ان لم یعمل کمن استوجر شھرا للخدمة او شھرا لرعی الغنم المسمی باجر مسمی"۔[3]

ترجمہ: اجیر (ملازم) کی دوسری قسم اجیر خاص ہے اور اس کو اجیر واحد بھی کہتے ہیں اور اجیر خاص یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایک شخص کے لئے کوئی مقررہ کام کرے اور اس میں اجارہ کا وقت بھی طے کر لیا جائے جیسے ہی اجیر مدتِ اجارہ کے اندر اندر اپنے آپ کو (مستاجر) کے سپرد کر دے گا، تو وہ مقررہ اجرت کا مستحق ہو جائے گا اگرچہ اس نے کام نہ کیا ہو، جیسا کہ کسی شخص نے ایک آدمی کو اپنی خدمت کے لئے ایک مہینہ کے واسطے اجرت پر رکھے، یا ایک مہینہ کے لئے کسی شخص کو بکریاں چرانے کے لئے مقررہ اجرت پر رکھے۔

ضروری اصطلاحات:

اجرت: اجرت تنخواہ اور کرایہ کو کہتے ہے.

اجیر: اجیر ملازم کو کہتے ہیں یا اجیر اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو اجرت پر دے دے۔

مستاجر: اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی کو ملازمت پر رکھے یا اجرت پر کسی بھی چیز کو لینے والا بھی مستاجر کہلاتا ہے۔

موجر: اجارے پر کسی چیز کو دینے والا۔

ملازم کے ساتھ معاہدہ اور اس کی اہمیت:

ملازم کے ساتھ بہتر تعلق اور مستقبل میں کسی قسم کے اختلاف سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ ملازمت کے وقت ملازم سے اسکی ذمہ داریوں اور ادارے کی پالیسوں سے متعلق معاہدات کو واضح کر لیا جائے، عموماً ہوتا یوں ہے کہ ملازمت کے وقت نہ تو ادارہ اس بات کو اہمیت دیتا ہے کہ کوئی معاہدہ واضح طور پر طے کیا جائے اور چونکہ ملازمت کا متلاشی ضرورت مند ہوتا ہے اسلئے وہ بھی معاہدات

کو واضح کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا، یہی وجہ ہے جس کی بنیاد پر مستقبل میں نت نئے مسائل، جھگڑے اور ٹریڈ و لیبر یونین کی بنیاد پڑتی ہے، شریعت اسلامی نے اسی حکمت کے پیش نظر ہر اس معاملے کو فاسد قرار دیا جو مفضی الی النزاع (یعنی جھگڑے کی طرف لے جانے والا ہو)، لہٰذا کسی ادارے کے لئے جس طرح انتظامی اعتبار سے ضروری ہے کہ وہ ملازم کے ساتھ اپنی پالیسیوں اور معاہدات کو واضح کرے اسی طرح شرعی اعتبار سے بھی اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے ہر معاملے کو اس طرح واضح کرے کہ جھگڑے اور اختلاف کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی نہایت اہم اور ضروری ہے کہ معاہدات میں کوئی ایسی پالیسی اور معاہدہ اختیار نہ کیا جائے جو شرعی اعتبار سے ناجائز ہو ایسی صورت میں ناجائز معاہدے کا گناہ ملازم اور مالک دونوں پر ہوگا، اور ادارے نے کسی خلاف شرع پالیسی کو زبردستی اپنے ملازمین پر لاگو کیا ہے تو اس کا وبال الگ ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں ملازم کے ساتھ ایک ناجائز معاہدہ:

موجودہ زمانہ میں تقریباً ہر ادارہ اور کمپنی میں معاہدہ ملازمت میں ایک شق لازمی طور پر ہوتی ہے کہ "فریقین میں سے ہر ایک کو لازم ہے کہ وہ معاہدہ ختم کرنے یا ملازمت چھوڑنے سے ایک ماہ پہلے اطلاع دیدے، اگر ادارہ یا کمپنی نے اطلاع دیئے بغیر نکال دیا تو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ ملازم کو دیں گے اور اگر ملازم نے ایک ماہ پہلے بتائے بغیر ملازمت چھوڑ دی تو اسے جاری مہینے یا آخری ایک مہنے کی تنخواہ نہیں دی جائے گی''۔اس معاہدہ کا شرعی حکم یہ ہے کہ:

مذکورہ شق میں ایک ماہ پہلے اطلاع نہ دینے کی صورت میں ملازم کو ایک ماہ کی تنخواہ نہ دینے کی شرط کسی قاعدہ شرعیہ پر منطبق نہیں آتی، کیونکہ جب ملازم نے اس آخری مہینے میں کام کیا ہے تو وہ اپنے عمل یا تسلیمِ نفس (اپنے آپ کو سپرد کر دینے) کی بناء پر اس اجرت کا مستحق ہو چکا تھا اب اس کو اجرت کو نہ دینا ایک قسم کی (تعزیرِ مال) یعنی مالی جرمانہ ہے اور اجارہ کے معاہدہ میں اس تعزیرِ مالی کو لازم قرار دینا عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔البتہ ملازم پر یہ شرط رکھی جا سکتی ہے کہ ملازمت ترک کرنے سے ایک ماہ پہلے اطلاع دینا ہوگی ورنہ اطلاع نہ دینے کی صورت میں ایک ماہ اصالۃً یا نیابۃً (یعنی خود یا کسی نائب کے ذریعے) کام کرنا لازم ہوگا۔اور جہاں تک کمپنی کی طرف سے اطلاع دیئے بغیر نکالنے کی صورت میں ایک ماہ کی تنخواہ کی ادائیگی لازم ہونے کی شرط بھی مفسد عقد ہے البتہ اگر کمپنی اپنے طرف سے بغیر لزوم کے بطور تبرّع اور احسان ایک ماہ کی تنخواہ ملازم کو دے تو گنجائش ہے۔[4]

ملازم کی اقسام:

اجیر (ملازم) کی دو قسمیں ہیں۔

- ☆ اجیر خاص (ملازم)
- ☆ اجیر مشترک (پیشہ ورانہ اجیر (ملازم)

اجیر خاص :

اجیر خاص اس ملازم کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک یا کچھ افراد کا خاص طور پر ملازم ہو، ایسے ملازم کیلئے ضروری ہے کہ جب وہ ایک یا

چندافراد کا ملازم بنے تو پھر وہ اس مخصوص وقت میں کسی اور کا ملازم نہیں ہو سکتا، مثلاً زید نے ایک آدمی کو اپنے ادارے میں کسی پوسٹ پر ملازم رکھ لیا اور اس سے ملازمت کی تمام تفصیلات تنخواہ اور وقت وغیرہ سے متعلق طے کر لیں اور یہ بھی طے ہو گیا کہ اب وہ کسی اور کا کام نہیں کریگا تو اب یہ شخص زید کا اجیر خاص ہے۔ یہ اجیر (ملازم) اب اپنے ملازمت کے اوقات میں کسی دوسرے شخص کا کام اپنے مستاجر (ملازم رکھنے والے یا مجاز افسر) کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا کیونکہ اس ملازم نے اپنے ملازمت کے اوقات مستاجر کے ہاتھ فروخت کر دیئے ہیں، اس لئے اجیر خاص اسی وقت سے اجرت کا مستحق ہو گا جس وقت سے اجیر نے اپنے آپ کو موجر کے سپرد کر دیا ہے، اگر مستاجر اس اجیر خاص سے کوئی کام نہ لے اور اسے بیکار بیٹھائے رکھے تو بھی موجر کے لئے اجیر خاص کو اجرت دینا ضروری ہو گا، کیونکہ اجیر خاص نے اپنے اوقات مستاجر کے ہاتھ فروخت کر دئے ہیں اب اگر مستاجر اس اجیر خاص سے کام نہیں لیتا تو اسمیں اجیر کا کوئی قصور نہیں ہے اور اجیر اسی وقت سے اجرت کا مستحق ہو گا جب سے اجیر خاص نے مستاجر کے پاس حاضری دی ہے۔

اجیر خاص(ملازم) کی اقسام:

اجیر خاص کو مندرجہ ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1) مزدور (2) نجی ملازم (3) سرکاری یا مسلمانوں کے اجتماعی ادارے کا ملازم

1: مزدو تو اس قدر کام کرتا ہے اور اتنا عرصہ کام کرتا ہے جس کیلئے اس مزدوری پر رکھا جاتا ہے، جیسے ہی کام مکمل ہوا اس کا اجارہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

2: نجی ملازم کسی شخص یا اشخاص کو جواب دہ اور ان کی طرف سے ملازمت پر رکھا جاتا ہے اور کام میں کوتاہی کی صورت میں ان اشخاص سے معاف کرا لینے سے معافی ہو جاتی ہے۔

3: سرکاری یا مسلمانوں کے اجتماعی ادارے کے ملازم کا معاملہ سنگین ہوتا ہے، وہ جواب دہ اپنے ذمہ داروں کو ہوتا ہے، اسی طرح کام میں کوتاہی یا کسی خرد برد و بد عنوانی کی صورت میں افسران بالا سے تو معاف کرا سکتا ہے، لیکن عام مسلمانوں سے وہ کیسے اپنی کوتاہی و خرد برد معاف کرائے گا؟ چنانچہ اپنی ملازمت کے دوران مذکورہ دونوں اقسام کے ملازموں سے زیادہ احساس ذمہ داری اور دیانت سے کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ اسکے پاس اپنی کوتاہی و خرد برد کو عام مسلمانوں سے معاف کرانے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

اجیر مشترک:

" الاجراء علی ضربیین: مشترك، وخاص، فالاول من یعمل لا لواحد کالخیاط ونحو (الی ان قال) ولا یستحق المشترك الاجر حتی یعمل کالقصار ونحوہ "۔ [5]

ترجمہ: اجیر کی دو قسمیں ہیں: مشترک اور خاص، پس اول (یعنی اجیر مشترک) وہ ہے جو کہ کسی ایک کیلئے کام نہ کرے جیسا کہ درزی وغیرہ ہیں، اور اجیر مشترک اجرت کا مستحق نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنا کام مکمل نہ کر لے، جیسا کہ دھوبی وغیرہ۔

اجیر مشترک اس کو کہا جاتا ہے کہ جو کسی ایک شخص کا اجیر نہ ہو بلکہ وہ ہر کسی کا کام کرتا ہو مثلاً دھوبی، درزی وغیرہ کہ یہ کسی ایک فرد کے ملازم نہیں ہوتے بلکہ یہ ہر کسی کا کام اجرت پر لے کر کرتے ہیں۔ اجیر مشترک کام کر کے اجرت کا مستحق ہوتا ہے، محض اپنے آپ کو سپرد کر دینے سے اجرت کا مستحق نہیں ہوتا، چنانچہ مثلاً درزی کو کپڑا سینے کے لئے دیا تو جب تک وہ کپڑا سی نہ لے وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوگا[6]۔ واضح رہے کہ اجیر کے اقسام میں سے ہماری بحث صرف اجیر خاص سے ہے۔

ملازمت کے حصول کا اسلامی طریقہ کار:

کسی نئی ملازمت تلاش کرنے یا شروع کرنے کیلئے مندرجہ ذیل امور ملحوظ رکھنے چاہئیں:

1: نیت کی درستگی (یعنی کسی مسلمان ملازم کو نئی ملازمت شروع کرتے وقت عوام الناس کی خدمت اور ان کی نفع رسانی نیز کمائی کر کے اپنے آپ کو سوال سے بچانے، اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے اور قرابت داروں اور پڑوسیوں سے حسن سلوک و مالی معاونت کرنے کی نیت کرنی چاہیے)۔2: صلوٰۃ الحاجت: صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا شروع کرے۔ فانه میسر کل عسیر و انه علی کل شیء قدیر (بلاشبہ وہ ہر مشکل کو آسان بنانے والا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت اور دسترس رکھتا ہے)۔3: مشورہ کرنا۔4: استخارہ کرنا۔ 5: اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر دستیاب ملازمت کا آغاز۔6: ثابت قدمی اور پُر امیدی۔7: جو ملازمت دستیاب ہو جائے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ 8: ملازمت کے حصول کے لئے جائز اسباب کا اختیار کرنا اور ناجائز سے بچنا۔

چنانچہ جو شخص ملازمت کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ مذکورہ بالا امور کا لحاظ کرتے ہوئے ملازمت کے حصول کے لئے کوشش کرے اور اچھی طرح دیکھ بھال سے مناسب ملازمت شروع کر لے، اور پھر اس کو پوری ذمہ داری و اہتمام سے سرانجام دے۔

معیاری ملازم کی صفات:

نماز، روزہ اور عبادات پر چلنے کے لئے انسان کو ایمان کی جس قوت کی ضرورت ہے معیشت اور معاملات میں درست طور چلنے کے لئے اس سے کہیں زیادہ مضبوط قوت ایمانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ قانون اور اخلاق کی ضرورت مسجد اور مدرسہ اور خانقاہ میں بہت محدود ہوتی ہے، جبکہ اخلاقیات اور روحانی اقدار کی ضرورت بازار، معاملات، معیشت اور مختلف شعبوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ ذیل میں چند صفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1: اللہ پاک کی ذات پر یقین اور نبی کریم ﷺ کی محنت و اتباع۔2: ملازموں کا اپنے شعبے سے متعلق علم دین سیکھنا۔ 3: امانت و دیانت۔4: احساس ذمہ داری اور مفوضہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کو اہتمام۔5: اجتماعی اور سرکاری اشیاء کے استعمال میں احتیاط 6: ادارے کی خیر خواہی۔7: اپنی ڈیوٹی صحیح ادا کرنا۔8: اجتماعی مصلحت کے بغیر عہدے کا طالب نہیں ہوگا اور نہ منصب کا حریص ہو۔

ملازم سے متعلق اہم مسائل: یہاں چند ایسے اہم مسائل شرعیہ کا ذکر کیا جاتا ہیں جن کا ہر ملازم پیشہ شخص کو ضرورت پڑھتی ہیں۔

1: جعلی ڈگری اور امتحانات میں نقل کر کے ملازمت کا حصول:

امتحان میں نقل کرنا یا جعلی سند بنوانا خواہ نوکری حاصل کرنے کی غرض سے ہو یا کسی اور غرض سے شرعاً حرام اور ناجائز ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے، نیز جعلی سند کی بنیاد پر نوکری حاصل کرنا بھی درست نہیں، (اس لئے کہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ کا گناہ ہے) اور جس میں ملازمت کی صلاحیت واہلیت نہ ہو اور ملازمت کے سلسلے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو دیانتداری کے ساتھ صحیح طریقے سے پورا نہیں کر سکتا تو اس کیلئے تنخواہ لینا بھی جائز نہیں۔[7]

2: سفارش کے ذریعے ملازمت کا حصول:

اگر کسی شخص میں کسی ملازمت کی اہلیت اور صلاحیت ہے تو اس کے لئے ملازمت کے حصول کے لئے کسی سے سفارش کروانا جائز ہے اور اگر اہلیت اور صلاحیت موجود نہ ہو تو محض سفارش کی بنیاد پر ملازمت حاصل کرنا جائز نہیں اور ایسی ملازمت کی تنخواہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔[8]

3: تحصیل ملازمت کے لئے ستر کھولنا:

بعض حکومتی اداروں میں بھرتی کے وقت طبّی معاینہ کروانا ضروری ہے جس میں ستر کھولنا لازمی ہوتا ہے حتی کہ بعض اداروں میں مذہبی تعلیم کے سلسلے میں علماء کو بھی بھرتی کرنے کے لئے یہ شرط لازمی ہے۔ مفتی رشید احمدؒ فرماتے ہیں کہ :

''لہذا یہ کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کی بناء پر کسی کے سامنے ستر کھولنے کی اجازت ہو۔ تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو مذہبی تعلیم کے لئے لیا جارہا ہے ان کو مذہب کے خلاف کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے، جو لوگ ملازمت کے لئے ایسے گناہ کبیرہ اور حرام کے ارتکاب پر تیار ہوں کے وہ مذہب کی تعلیم جو کچھ دیں گے وہ ظاہر ہے، ایسے لوگوں سے مذہب کو فائدہ پہنچنے کی بجائے نقصان ہی پہنچے گا۔ بہر کیف بلاضرورت کسی کو ستر دکھانا اور دیکھنا سخت گناہ اور حرام ہے اور مذکورہ صورت شدیدہ میں داخل نہیں'' ۔[9]

4: غلط اوور ٹائم لکھوانا اور اس کی تنخواہ لینا:

آج کل خاص طور پر سرکاری دفاتر میں یہ بیماری عام ہے کہ لوگ بوگھس اوور ٹائم اور بوگھس ٹی اے حاصل کرتے ہیں جس سے گورنمنٹ کو کروڑوں روپے سالانہ نقصان ہوتا ہے، اس طرح بعض لوگ مہینے میں 8 یا 10 دن دفتر آتے ہیں مگر تنخواہ پورا مہینہ حاص کرتے ہیں، تو واضح رہے کہ معاوضہ صرف اتنے وقت کا حلال ہے جس میں کام کیا ہو، اس سے زیادہ وقت کا رجسٹر میں اندراج کرنا جھوٹ اور بد دیانتی ہے، اور اس کا معاوضہ وصول کرنا قطعی حرام ہے۔[10]

5: اپنی ڈیوٹی پر دوسرے کو بھیجنا:

کسی بھی ادارے میں متعین ملازم کے لئے شرعاً اور قانوناً یہ ضروری ہے کہ وہ خود اپنی ذمہ داری اور فرائض ادا کرے، لہذا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی جگہ دوسرے شخص کو ڈیوٹی پر بھیج کر خود اپنے آپ کو فارغ کرلے اور تنخواہ دونوں آپس میں تقسیم کر

لیں، البتہ سرکاری قانون کی رو سے اس ملازم کے لئے اجازت ہو کہ وہ کسی اور شخص کو اپنی جگہ مقرر کر سکتا ہے تو پھر ایسا کرنا درست ہے اور نائب شخص سے جس طرح طے ہو، اس کو اجرت دے کر باقی تنخواہ خود لے سکتا ہے۔[11]

6: ملازمت سے رخصت لے کر دینی کام میں مشغول ہونا:

اگر سرکاری ملازم کی چھٹی قانونی طور پر منظور ہوتی ہے تو چھٹی کے ان ایام میں وہ کوئی بھی کام کر سکتا ہے، چاہے اصلاحِ نفس، تبلیغ، تعلیم، جہاد وغیرہ سے متعلق ہو، چاہے کوئی اور کام ہو۔ تعطیلات کے دوران چونکہ ملازم اپنے ذمہ سپرد کام کا پابند نہیں ہوتا لہذا اگر اس فارغ وقت کو اپنے کسی بھی کام میں لگائے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے بشرط یہ کہ ملازم اور حکومت کے درمیان طے شدہ معاہدے کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔[12]

7: ملازم کا اپنے ادارے کے لئے خرید و فروخت کے معاملے میں کمیشن لینا:

ایک شخص جو کسی ادارہ یا محکمہ کا ملازم ہے اور وہ اپنے ادارے یا محکمے کے لئے ایک کمپنی سے سامان خریدتا ہے چونکہ وہ خریدنے والے ادارے کا وکیل اور نمائندہ ہے اس کے لئے کمپنی سے کمیشن وصول کرنا جائز نہیں ہے بلکہ کمپنی کی طرف سے اس کو جتنی رعایت (کمیشن کی شکل میں) دی جائے گی وہ اس ادارے یا محکمے کا حق ہے جس کا یہ وکیل اور نمائندہ بن کر مال خریدنے کے لئے آیا ہے مختلف مقامی یا بین الاقوامی کمپنیوں کی جانب سے جو رعایت یا کمیشن دیا جاتا ہے اس کو سرکاری ملازمین افسران یا وزیروں کا خود ہضم کرانا شرعاً غبن اور خیانت ہے اس لئے اس لئے ان کا اپنے ادارے کے لئے خریدی ہوئی چیز میں کمیشن وصول کر کے اسے خود ہضم کرنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ قومی خزانے میں خیانت اور حرام ہے۔[13]

8: دوران سفر ملازم کے لئے قصر نماز کے احکام:

تین دن کی مسافت (48 میل یا 78 کلو میٹر) کا قصد کر کے جو شخص اپنی جائے اقامت سے نکلے گا وہ قصر کرے گا اور اس جگہ اگر پندرہ یوم سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو وہاں پہنچ کر بھی قصر کرلے گا، اگر پندرہ یوم یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو قصر نہیں کرے گا۔ رشتہ داری کا کوئی اثر قصر پر نہیں، البتہ اگر وہاں شادی کی ہے اور ہمیشہ کے لئے وہیں رہنا شروع کر دیا، یا بیوی سے یہاں رہنے کی شرط کرلی گئی ہے غرض کہ اس کو وطن بنالیا تو وہ بمنزلہ وطن کے ہے وہاں قصر نہیں کرے گا۔[14]

9: جائے ملازمت جب وطن اقامت بن جائے پھر جب تک وہ جگہ چھوڑا نہ ہو پوری نماز پڑھی جائے گی:

اگر اس ملازم کا اس مقام ملازمت میں بود و باش کا ضروری سامان موجود ہو تو یہ شخص ایک دفعہ پندرہ دن اقامت کی نیت سے دیگر دفعات میں یہ مقام، مقام اقامت شمار کرے گا، خواہ یہاں پندرہ دن رہے یا پانچ دن رہے (اسے پوری نماز ہی ادا کرنی ہو گی) بہر حال وطن اقامت سفر سے اس وقت باطل ہوتا ہے جبکہ اس شخص کا سامان اس وطن اقامت میں نہ ہو۔[15]

10: ملازم یا کسی عہدے دار کا تحائف یا دعوت قبول کرنا:

ایک شخص کسی محکمہ میں بڑاافسر لگا ہوا ہے اسکے ماتحت بہت سے افسران و ملازم حضرات اور دوسرا عملہ کام کرتا ہے، وہ لوگ وقتاً فوقتاً اس کو تحفے دیتے ہیں۔ جن میں برتن، مٹھائیاں، وغیرہ ہوتی ہیں۔اس بارے میں حکم یہ ہے کہ جو لوگ ذاتی تعلق و محبت کے طور پر اسکو ہدیہ پیش کرتے ہیں وہ تو ہدیہ ہے اور اسکا استعمال جائز اور صحیح ہے اور جو لوگ اس کے عہدہ کی وجہ سے منفعت کی توقع پر ہدیہ پیش کرتے ہیں یعنی ان کو اس عہدہ کی وجہ سے نفع پہنچا ہے یا آئندہ توقع ہے تو یہ رشوت ہے اس کا قبول کرنا جائز نہیں اس کا معیار یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس عہدے پر نہ ہوتا یا عہدے سے سبکدوش ہو جائے تو کیا پھر بھی یہ لوگ اس کو ہدیے دیا کریں گے ؟اگر اس کا جواب نفی میں ہو تو یہ ہدیہ رشوت ہیں اور اگر ان ہدیوں کا تعلق منصب اور عہدے سے نہیں تو یہ ہدیے اس کے لئے جائز ہیں۔[16]

11: وردی(Uniform) کے متعلق احکام:

مسلمان کے لئے افضل تو یہ ہے کہ وہ مسنون اور اسلامی لباس کو پہنے اور اس پر فخر کرے اور غیروں کے طرز کے لباس سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے۔البتہ ہمارے ہاں عام طور پر کمپنیز، بینک، مالیاتی اداروں وغیرہ کی طرف سے پینٹ شرٹ پہننا لازمی ہوتا ہے بلکہ بہت سے اداروں میں خاص طور پر بینکوں کے اندر ٹائی پہننا بھی ضروری قرار دیا جاتا ہے اور شلوار قمیص پہننے پر قطعاً پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔یہ بات درست ہے کہ اصولی طور پر شریعت نے کوئی مخصوص قسم کا لباس لازم نہیں لیا لیکن لباس کے متعلق اصولی رہنمائی فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ لباس کہ پابنیادی میں عام طور پر تین مقاصد ہیں۔

1۔شرمگاہ کا چھپانا 2۔زینت 3۔غیر مسلموں کسے مشابہت نہ ہونا

پہلے دو مقاصد کو قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔

”یٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا “۔[17]

ترجمہ: اے نبی آدم ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور (تمہارے بدن کو) زینت (دے)۔

تیسرا اصول ایک حدیث سے مستنبط ہے، کہ مسلمانوں کے لئے غیر مسلم قوموں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

”من تشبہ بقوم فھو منھم “۔[18]

ترجمہ: جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ اسی میں سے ہے۔

12: ملازم کا پینٹ شرٹ کا استعمال:

موجودہ حالات میں بہت سے علماء عصر کہ کہنا ہے ہ اب پینٹ شرٹ میں غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت کا پہلو معدوم ہو چکا ہے، اس لئے کہ اب یہ بکثرت اسلامی ممالک کے مسلمانوں کا لباس بھی بن چکا ہے۔اگرچہ ابتداءً تو یہ لباس غیروں ہی کا ہے پھر بھی پہلی

شرط کا لحاظ بہر حال ضروری ہے جس کا حال یہ ہے کہ لباس شرمگاہ کو مکمل طور پر چھپانے والا ہو، اتنا باریک یا چست ہو کہ جس کی وجہ سے جسم کے وہ ابھار جن کا چھپانا فرض ہے، محسوس ہو رہے ہوں۔ لہذا ایسی پینٹ پہننے کی گنجائش ہے جو چست نہ ہو بلکہ اتنی ڈھیلی ڈھالی ہو کہ جسم کے پوشیدہ اعضاء نمایاں نہ ہوں لیکن ایسی پینٹ شرٹ جو چست ہو اور اس کی وجہ سے جسم کے وہ ابھار جن کا چھپانا فرض ہے، واضح ہو رہے ہوں، پہننا ہرگز جائز نہیں۔[19]

13: ہڑتال کا حکم:

ملازم پیشہ لوگوں کے طرف سے حکومت سے مطالبات منوانے یا کسی حادثہ پر غیظ وغضب کے لئے آج کل ہڑتالوں کا جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، اگر اس میں معاملہ صرف اس حد تک ہوتا کہ لوگ اپنی خوشی سے احتجاج کے طور پر کاروبار بند کردیں، تو دوسرے مفاسد کی عدم موجودگی میں اسے ایک مباح تدبیر کہا جاسکتا تھا، لیکن ایسی ہڑتال جو لوگوں نے کلیۃً اپنی خوشی سے کی ہو، آج عملًا دنیا میں اس کا وجود نہیں، یا بالکل شاذ نادر ہے۔

"اکثر و بیشتر تو لوگوں کو ان کی خواہش اور رائے کے خلاف ہڑتال میں حصہ لینے پر مجبور کیا جاتا ہے، اگر کوئی حصہ نہ لے، تو اس کی اس کو جسمانی اور مالی اذیتیں دی جاتی ہیں، سنگ باری اور آتشزنی ہڑتال کا ایک لازمی حصہ بن گئے ہیں، سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے لوگوں کے لئے اپنی ضرورت سے چلنا پھرنا مسدود کردیا جاتا ہے، چلتی ہوئی گاڑیوں پر پتھراؤ کیا جاتا ہے، بہت سے لوگ اس قسم کی ایذاء رسانیوں کے خوف سے اپنا ضروری کاروبار بند رکھتے ہیں، اور جو ضرورت مند شخص باہر نکلنے پر کسی وجہ سے مجبور ہو وہ ہر وقت جانی ومالی نقصان کے خطرے میں رہتا ہے، اور بسااوقات کوئی بے گناہ مارا جاتا ہے، بعض مرتبہ مریض علاج کو ترس ترس کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ فاقہ کشی کا شکار ہو جاتے ہیں، یہ تمام باتیں ہڑتال کا ایسا لازمی حصہ بن کر رہ گئی ہیں کہ اس کے بغیر کسی کامیاب ہڑتال کا تصور بھی نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ یہ تمام امور شرعاً ناجائز اور حرام ہیں، اور جو چیز ان حرام اور ناجائز باتوں کا لازمی سبب بنے وہ بھی ناجائز ہی ہوگی"۔[20]

14: ملازم کے تنخواہ پر زکوۃ کا حکم:

ملازم کے تنخواہ پر زکوۃ کے بارے میں دار العلوم دیوبند کے ویب سائٹ پر حکم بیان کیا گیا ہے۔

"ملازم کے تنخواہ پر زکوۃ نہیں ہیں بلکہ جس شخص کے پاس سونا، چاندی، مال تجارت اور نقدی میں سے دو یا دو سے زائد چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب (ساڑھے باون 52.5 تولہ چھ سو بارہ 612 گرام پینتیس 35 ملی گرام چاندی) کی قیمت کے برابر ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر 2.5٪ زکوۃ واجب ہے۔ اب اگر کسی کے پاس تنخواہ وغیرہ سے بچ کر، نیز سونا، چاندی، بینک بیلنس وغیرہ ملا کر مذکورہ بالا مقدار نصاب اکٹھا ہو جائے تو اس کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی"۔[21]

15: ملازم کے تنخواہ قربانی اور صدقہ الفطر کے احکام:

عیدالفطر کی صبح جس شخص کے پاس نصاب کے بقدر مال ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور بقرہ عید کے دنوں میں جس کے پاس نصاب کے بقدر مال ہو اس پر قربانی واجب ہے۔

16: تنخواہ قربانی اور صدقہ الفطر کا نصاب:

جس شخص کے پاس سونا، چاندی، مال تجارت نقدی اور ضرورت سے زاہد سامان اور رہائش سے زاہد مکانات یا جائیدادیوں کی قیمت بھی، ان پانچ میں دو یا دو سے زائد چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب (ساڑے باون 52.5 تولہ چھ سو بارہ 612 گرام پینتیس 35 ملی گرام چاندی) کی قیمت کے برابر ہو اور اس پر قربانی اور صدقہ الفطر واجب ہے۔[22]

تنخواہ کی جو رقم اس وقت (بقرہ عید کے دنوں میں) موجود ہو اسے بھی حساب میں شامل کر لیا جائے خواہ بقر عید کے بعد انہیں ضروریات میں خرچ کرنا ہو۔[23]

17: خواتین کی ملازمت شریعت کی نظر میں:

سوال یہ ہے کہعورت کام کاج کے لئے باہر نکل کر اور محنت ومشقت میں مردوں کی برابری کر کے اپنی اصل ذمہ داری بحسن وخوبی نبھا سکتی ہے اور اپنے گھر اور شوہر کا پورا حق ادا کر سکتی ہے؟ کام کاج کرنے والی خواتین کی صورت حال دیکھ کر تو اس کا جواب نفی میں ملتا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو گھر سے باہر کا کاج نہیں کرنا چاہیئے اور اسے چاہے کہ اپنے گھر کی چار دیواری تک محدود رہے؟ نہیں، ہر گز اس کا مطلب نہیں بلکہ اسلام خواتین کو کام کاج (ملازمت وتجارت وغیرہ) کی اجازت دیتا ہے اور اسے اس کا حق قرار دیتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جب اسے واقعتاً اس کی اشد ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، ورنہ نہیں۔ کیونکہ اسلام نے پہلے ہی اس کی ضرورتیں پورا کرنے کی ذمہ داری مرد کو سونپ دی ہے اور عورت کے ذمہ گھریلو فرائض ادا کرنے کی پابندی عائد کی ہے سب کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں جو بلاوجہ آپس میں تبدیل نہیں کی جا سکتیں۔ تو جہاں اسلام نے عورت کو اس کا پابند کیا کہ وہ گھریلو کام کاج کیا کریں اور ہر جائز طریقہ پر اپنے خاندان کے سکون وراحت کا سامان کریں تا کہ زندگی خوشگوار ہو وہاں اسلام نے اسے بہت سی شرعی پابندیوں سے معاف بھی رکھا ہے مثلاً جہاد، باجماعت نماز، نماز جمعہ اور ماہواری کے دنوں میں نماز وروزکوۃ وغیرہ۔ یہ رعایتیں اس لئے ہیں کہ خواتین کو جو ذمہ داری سونپی گئی ہے وہ اسے اچھی طریقے سے ادا کریں۔[24]

مرد ہو یا عورت ان پر ملازمت اختیار کرنے کے سلسلے میں چند شرعی حدود عائد ہیں، جن میں تین اہم اصول درج ذیل ہیں۔

1: وہ ایسی ملازمت اختیار نہ کرے جو شرعی نقطہ نظر سے ناجائز ہو، جیسے بینک کی ملازمت، شراب اور جوئے کا کاروبار اس نوعیت کے دوسرے کام جن کی حرمت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

2: عورت کو اس کے ولی یا شوہر کی اجازت حاصل ہو۔

:3 عورت اور مرد کا اختلاط نہ ہو۔

18: سرکاری گاڑی کے بے جا استعمال:

بعض ملازمین کو عہدہ اور تنخواہ کے لحاظ سے گاڑی رکھنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور حکومت کی طرف سے کار الاؤنس بھی ماہوار ملتا ہے، لیکن پھر بھی وہ ملازمین، دفتر آنے جانے کے لئے سرکاری گاڑی استعمال کرتے ہیں، اس طرح سرکاری گاڑی کے استعمال پر مزید ماہوار خرچ آتا ہے، تو اس کا اصول یہ ہے کہ سرکاری املاک کو انہی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، جن کی سرکار کی طرف سے اجازت ہے۔ لہذا سرکاری گاڑی استعمال کو اس اُصول پر منطبق کر لیا جائے، اگر کار الاؤنس کے ساتھ ملازم کو سرکاری گاڑی کے استعمال کی اجازت نہیں تو یہ استعمال غلط اور لائق مؤاخذہ ہے۔[25]

19: طبّی امداد کا بے جا استعمال:

اکثر سرکاری اور نجی اداروں میں دوسری سہولتوں کے ساتھ طبّی سہولت بھی مفت فراہم کی جاتی ہے، اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ملازمین ان سہولتوں کا بے جا استعمال، خصوصاً طبّی سہولت کا، اس طرح کرتے ہیں کہ اپنی غلط بیانی سے بیماری سے بتا کر یا پھر ڈاکٹر کو بھی اس اسکیم میں شامل کر کے اپنے نام بہت ساری دوائیاں لکھوا لیتے ہیں، اور پھر ان دوائیوں کو میڈیکل اسٹور والوں کو ہی بیچ کر سستے داموں میں ہی اپنی ضرورت کی کچھ اور چیزیں خرید لیتے ہیں، اور یہ کام اتنی حجت سے کیا جاتا ہے کہ اکثر ملازمین اسے اپنا حق سمجھتے ہیں اور اسے برائی کہنا ان کے لئے گالی دینے کے برابر بن جاتا ظاہر ہے کہ سرکاری یا نجی اداروں نے جو طبّی سہولتیں فراہم کی ہیں وہ بیماروں کے لئے ہیں، اب جو شخص بیمار ہی نہیں اس کا ان مراعات میں کوئی حق نہیں، اگر وہ مصنوعی طور پر بیمار بن کر علاج کے مصارف وصول کرتا ہے تو چند کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔

:1 جھوٹ اور جعل سازی۔

:2 ادارے کو دھوکا اور فریب دینا۔

:3 ڈاکٹر کو رشوت دے کر اس گناہ میں شریک کرنا۔

:4 ادارے کا ناحق مال کھانا، اور ان چاروں چیزوں کے حرام اور گناہِ کبیرہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور جس کمائی میں یہ چار گناہ شامل ہوں گے اس کے ناپاک، ناجائز اور بے برکت ہونے میں کیا شک ہے۔۔۔؟ اللہ پاک ہمارے مسلمان بھائیوں کو عقل اور ایمان نصیب فرمائے کہ وہ حلال کو بھی حرام کر کے کھاتے ہیں۔[26]

20: کمپنی کی کوئی چیز استعمال کرنا:

کوئی شخص جس کمپنی میں کام کرتا ہو، وہاں سے کاغذ، پنسل، رجسٹر یا کوئی ایسی چیز جو آفس میں اس کے استعمال کی ہو، گھر لے جائے اور ذاتی استعمال میں لے آئے، یا آفس میں ہی اسے ذاتی استعمال میں لائے، یا گھر میں بچوں کے استعمال میں لائے، یا آفس کے فون

کو ذاتی کاروبار، یا نجی گفتگو میں استعمال کرے، یا آفس کے اخبار کو گھر لے جانا وغیرہ تو واضح رہے کہ اگر کمپنی کی طرف سے اس کی اجازت ہے تو اجازت ہے تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں، بلکہ چوری اور خیانت ہے۔[27]

21: مقررہ مدت سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر مالی جرمانہ:

ایک کمپنی اپنے ملازمین کو مقررہ تنخواہ کے علاوہ کچھ رقم دیتی ہے، اس شرط پر کہ پانچ سال یہاں ملازمت کرنا پڑے گی، اگر ملازم میعاد سے قبل چلا گیا تو پانچ سال کی رقم بحساب مقرر دیکر جائے گا، اگر کمپنی نے نکال دیا تو پانچ سال کی رقم پوری کی پوری دے دیگی چاہے ایک سال کے بعد نکال دے۔ تو یہ زاہد رقم بھی تنخواہ میں داخل ہے اور میعاد سے قبل چھوڑنے کی صورت میں اس کی واپسی کی شرط مفسد اجارہ ہے اس لئے کہ یہ مقتضی عقد کے خلاف ہے اور اس میں دونوں میں سے کسی ایک کا نفع ہے۔ لہذا جانبین پر توبہ اور اس عقد کا فسخ کرنا فرض ہے، ملازم نے جتنی مدت کام کیا اس کو اس کا اجر مثل ملے گا جو مقرر تنخواہ مع اضافہ سے زائد نہ ہو گا۔[28]

22: ملازمت کی جدید صورتیں:

مسلمان ملازم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ملازمت حاصل کرتے وقت اس بات پر بھی غور کرے کہ جس ملازمت کے حصول کے لئے وہ کوشش کرہاہے آیا وہ جائز ہے یا ناجائز، ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں ایسی ملازمت کو اختیار کربیٹھے کہ جو شرعا جائز نہ ہو اور ملازمتوں کو اختیار کرنے سے بچا جائے، کیونکہ جو ملازمت جائز نہیں ہے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی جائز نہیں ہے، ان ملازمتوں کے علاوہ کی جائے تو ان سے متعلق بھی علماء کرام سے ضرور مشورہ کیا جائے تاکہ ناجائز ملازمت اختیار کرنے سے بچا جاسکے۔ ملازمت کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں ایک اصولی بات یہ ہے کہ:

اگرادارے کی طرف سے ملازم کے ذمے کئی کام ہیں، جن میں اکثر اگر جائز ہوں تو مجموعی اعتبار سے ایسی ملازمت جائز ہے، البتہ جتنا کام جائز ہو گا، اس کے بقدر تنخواہ لینا بھی حلال ہو گا اور جتنا کام ناجائز ہو گا، اس کے بقدر تنخواہ بھی حرام ہو گی، لیکن ادارے کی طرف سے ملازم کے ذمے صرف ناجائز کام ہو یا اکثر ناجائز ہو تو ایسی ملازمت ناجائز ہے اور اس کی تنخواہ حرام ہے۔[29]

حوالہ جات

[1] الخطیب التبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کراچی، مکتبۃ البشری، 1431ھ، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، حدیث نمبر 2781، ج 3، ص90

[2] القرآن28: 27

[3] الحصکفی، علاؤالدین محمد بن علی بن محمد الحنفی الدمشقی، ردالمحتار علی الدر المختار، چمن بلوچستان، مکتبہ علوم اسلامیہ، 1428ھ، کتاب الاجارۃ، ج9، ص117

[4] دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن 27 محرم 1434ھ، فتوی نمبر 478

[5] بحوالہ بالا، حصکفی، محمد بن علی بن محمد الملقب بعلاؤالدین الحنفی الدمشقی، ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاجارۃ، ج9، ص108

[6]عثمانی، زبیر اشرف، جدید معاشی نظام میں اسلامی قانون اجارہ، کراچی، ادارۃ المعارف، 2013ء باب الاجارۃ العمل، ص 81

[7]دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی، فتویٰ نمبر 42/1449

[8]دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی، فتویٰ نمبر 42/1449

[9]مفتی رشید احمد، احسن الفتاوی، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، 1435ھ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج8، ص188

[10]لدھیانوی، محمد یوسف شہید، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبۃ لدھیانوی، فصل معاملات، 1989ء، ج7، ص292

[11]عمر فاروق، آسان فقہی مسائل، کراچی، بیت العلم، 2010ء، ص566

[12]میڈکل سائنس سے متعلق جدید مسائل فقہ، ص289

[13]بحوالہ بالا، لدھیانوی، محمد یوسف شہید، آپ کے مسائل اور ان کا حل، فصل خرید فروخت کے مسائل، ج7، ص282

[14]گنگوہی، محمود حسن، فتاوی محمودیہ، کراچی، ادارۃ الفاروق، 2009ء، باب صلاۃ المسافر، ج7، ص480

[15]مفتی محمد فرید، فتاویٰ فریدیہ، اکوڑہ خٹک، 1430ھ، فصل فی السفر التی تتغیر بہ الاحکام، ج3، ص49

[16]بحوالہ بالا، لدھیانوی، محمد یوسف شہید، آپ کے مسائل اور ان کا حل، فصل رشوت، ج7، ص230

[17] القران 7: 26

[18]السجستانی، ابوداود سلمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کراچی، قدیمی کتب خانہ، س ن، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، ج4، ص204

[19]عثمانی، محمد تقی عثمانی، تکملہ فتح الملہم، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1426ھ، کتاب الباس والزینۃ ج4، ص76

[20]دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی، 46/776

[21] www.Darululoomdeoband.com

[22]مفتی، محمد انعام الحق، قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، کراچی، مکتبہ بیت العمار، 2014ء، ص122

[23] www.Darululoomdeoband.com

[24]عبد الرب آل نواب، عمل المرءۃ و موقف الاسلام منہ، ص157

[25]بحوالہ بالا، لدھیانوی، محمد یوسف شہید، آپ کے مسائل اور ان کا حل، فصل معاملات، ج8، ص278

[26]ایضاً، ص279

[27]ایضاً، ص277

[28]مفتی رشید احمد، احسن الفتاوی، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، 1435ھ، کتاب الاجارہ، ج7، ص318

[29]عمر فاروق، آسان فقہی مسائل، کراچی، بیت العلم، 2010ء، ص567